

الہی بلاکت اور حفاظت

نمبر: 3494

ایک واعظ

اشاعت: جمعرات، 13 جنوری 1916

مبلغ: سی۔ ایچ۔ اسپر جن

مقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن

اور میدان کے سب درخت جان لیں گے کہ میں خُداوند ہوں، جس نے اُنچے درخت کو نیچا کیا، اور پست درخت کو بلند کیا،" "سبز درخت کو سُکھایا، اور سوکھے درخت کو شاداب بنایا: میں خُداوند نے یہ کہا اور کر دکھایا۔

حزقی ایل 17:24

کیا تمہارا ذہن اُس زمانہ کی طرف پرواز کر سکتا ہے جب وقت نہ تھا؟ اُس دن کی طرف جب کوئی دن نہ تھا، سوا اُس قدیم الایام کے؟ کیا تم اُس مقام تک جا سکتے ہو جب خُدا اکیلا تھا؟ جب یہ گول زمین اور اُس پر کی تمام چیزیں ابھی اُس کے ہاتھ سے نہ نکلی تھیں؟ جب سورج اپنی شدت سے نہ چمکتا تھا، اور ستارے اپنی درخشانی سے نہ جھلملاتے تھے؟

کیا تم اُس زمانہ کا تصور کر سکتے ہو جب فرشتے نہ تھے؟ جب کروی اور سرافیم نے جنم نہ لیا تھا؟ اور اگر اُن سے بھی قدیم مخلوقات ہوں، تو جب اُن میں سے کوئی بھی ہنوز تخلیق نہ ہوا تھا؟

کیا ممکن ہے، میں کہتا ہوں، کہ تم اتنی دُور کی پرواز کر سکو کہ خُدا کو اکیلا دیکھو—کوئی مخلوق، نہ گیت کی کوئی صدا، نہ پر کی کوئی حرکت—صرف خُدا، وہ خود، اپنے آپ میں کامل؟ اُس وقت واقعی اُس کا کوئی مدّ مقابل نہ تھا، کوئی اُس سے نزاع نہ کرسکتا تھا، کیونکہ اُس کے سوا کچھ موجود نہ تھا۔ تمام قدرت، جلال، عزت اور عظمت اُس کی ذات میں مجسم تھیں۔

اور ہمیں یہ باور کرنے کا کوئی سبب نہیں کہ وہ اُس وقت کم جلیل تھا جتنا کہ وہ آج ہے، جب اُس کے خادم اُس کی مرضی کو بجا لانے میں خوشی پاتے ہیں؟ نہ اُس وقت وہ کم عظیم تھا، جب اُس نے عالم در عالم تخلیق کیے، اور انہیں فضا میں بکھیر دیا، آسمان پر ستاروں کو دونوں ہاتھوں سے چھڑک دیا۔

وہ کسی غیر یقینی تخت پر نہ بیٹھا تھا، اُسے کسی کی حاجت نہ تھی کہ اُس کی قدرت میں اضافہ کرے، اُسے کسی کی حاجت نہ تھی کہ اُس کی تعریف کا خراج لائے۔ اُس کی کامل کفایت میں کوئی کمی نہ تھی۔

پھر اگر تم غور کر سکو تو، اُس ابدی ارادہ پر جس میں خُدا نے تخلیق کا قصد کیا۔ اُس نے اپنے دل میں اسے ٹھہرایا۔ کیا سوائے الہی تحریک کے، خُداوند خالق کو کوئی اور تحریک ملی؟ وہ تحریک کیا ہو سکتی تھی؟ اُس نے اپنی صفات کو ظاہر کرنے کے لیے خلق فرمایا۔

اُس نے گویا اپنی صورت پر مخلوقات کو پیدا کیا تاکہ وہ اُن میں بسے، تاکہ وہ دوسروں پر وہ خوشی، لذت، اور اطمینان ظاہر کرے جو وہ اپنی ذات میں شدت سے محسوس کرتا ہے۔

یقیناً میں کہتا ہوں کہ اُس کا جلال ہی وہ مقصد تھا جو اُس کی نگاہ میں تھا، وہ چاہتا تھا کہ اپنی تمجید کو انسانوں پر، فرشتوں پر، اور اُن تمام مخلوقات پر آشکار کرے جنہیں اُس نے تخلیق فرمایا، تاکہ وہ اُس کی عظمت کی بازگشت بنیں اور اُس کی حمد سرائی کریں۔

اے میرے بھائیو، تم اس حقیقت سے نا آشنا نہیں ہو کہ گناہ دُنیا میں داخل ہوا۔ تم جانتے ہو کہ وہ تخلیق، جو خُدا کی تمجید میں ایک نغمہ کی مانند ہم آہنگ تھی، ایک ایسی کتاب کی مانند جو اُس کے کردار کو ظاہر کرتی تھی—یہ تخلیق، جو نہایت حسین تھی، بُری طرح بگاڑ دی گئی۔

متضاد خواہشات ابھریں، اور متضاد مفادات قائم ہوئے۔ انسان کی مرضی خُدا کی مرضی کے مقابل کھڑی ہوئی، انسان کا فائدہ خُدا کی عزت کے مقابل، انسان کا منصوبہ خُدا کی مشورت کے مقابل۔ حوا نے اُس لعنتی پھل میں سے لیا، اور آدم نے بھی اُس میں شریک ہو کر چکھا، اور اُس دن سے انسان خُدا کا رقیب بن گیا، جیسے شیطان ازمنہ قدیم میں اُس واحد اور بابرکت حاکم کے خلاف بغاوت کر چکا تھا، اور اختیار پر قبضہ کیا تھا۔

جب سے شیطان گرا، خُدا کا ارادہ رہا ہے کہ ہر اُس شے کو توڑ ڈالے جو اُس کے مقابل کھڑی ہو۔ اُس دن سے تا امروز، چاہے کوئی شے کتنی ہی عظیم ہو، کتنی ہی بلند، کتنی ہی بظاہر نیکی کیوں نہ ہو، اگر وہ خُدا میں قائم نہ ہو، اور خُدا کے واسطے نہ ہو، تو خُدا کا قاعدہ یہی رہا ہے کہ اُسے نیچا کرے۔

اور جہاں کہیں اُس نے دیکھا، چاہے کوئی شے کتنی ہی حقیر ہو، کتنی ہی پست، کتنی ہی گرا ہوا بظاہر معلوم ہو، اگر وہ خُدا میں قائم ہو اور خُدا کے واسطے ہو، تو اُسے بلند کرنا اُس کا اٹل اصول رہا ہے۔

یا اگر وہ خاکسار کو بلند کر کے مغرور پر طنز کرے، تو وہ اپنی مطلق حاکمیت کو جلالی انداز میں ظاہر کرتا ہے، اور دکھاتا ہے کہ وہ انسانوں کے ساتھ اپنی مرضی کے موافق عمل کرنے کا مطلق حق رکھتا ہے۔

!آہ! کاش کہ میں اُن عظیم نغمہ سراؤں کے الفاظ کو اختیار کر سکتا، یا کاش میرے لبوں پر کسی فرشتہ کی صدا ہوتی بیشک، میں کہیں زیادہ رغبت سے اِس عظیم و جلیل مضمون کو نغمہ کے رنگ میں بیان کرتا، نہ کہ سادہ نثر میں۔ مگر افسوس! میں اُس لاجواب نقشہ الہی کی بیبت ناک بلندیوں تک پرواز نہیں کر سکتا۔ میں اُسے بیبت اور تعجب سے دیکھتا ہوں—ازل سے قائم خُدا، ہر اُس شے کے مقابل کھڑا ہوتا ہے جو اُس کی مخالفت میں اُٹھتی ہے۔

وہ زور آوروں کو اُن کے تختوں سے گرا دیتا ہے،
شاہزادوں کے سروں سے تاج نوچ لیتا ہے
امراء کی شجاعت کے نشان مٹا دیتا ہے
دولت مندوں کی باریک کتان اور قرمزی پوشاک کو کیچڑ میں روندتا ہے
داناؤں کی حکمت کو لاحاصل گردانتا ہے
فلسفیوں کو اُن کے فخر آمیز لباس سے بے دخل کرتا ہے
کہنہ کہنہ کہانتوں کے جبے چاک کر دیتا ہے
اور ہر اُس دعویٰ کو حقارت سے دیکھتا ہے جو اُس کے مقدس، غیر متبدل اور لازوال اقتدار کے مقابل سر اُٹھاتا ہے۔

خُدا کے بغیر، یا اُس کی مخالفت میں، کوئی قدرت، کوئی بقاء، کوئی عظمت یا نیکی کا دعویٰ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ میرے خیالات نہایت پست، اور میری زبان نہایت ضعیف ہے کہ اِس مضمون کی شان و شوکت کو مکمل طور پر بیان کر سکے۔ مگر یہی حقیقت اِس مضمون کی سند ہے، اور اِس کی افادیت اِس کو جلا بخشتی ہے، کیونکہ یہ دل کو خُدا کے حضور جھکا دیتی ہے،

اور ہمیں یقین دلاتی ہے کہ تب ہی ہم خُدا کی معموری سے معمور ہو سکتے ہیں
،اُس کی حیات میں زندہ رہ سکتے ہیں
،اُس کی حکمت سے دانا بن سکتے ہیں
،اور اُس کے جلال میں جلیل ہو سکتے ہیں
جب ہم اپنی فریب خوردہ خود بینی سے خالی ہو جائیں۔

تاہم، میری نصیحت اِس وقت زیادہ عملی ہو گی، اور میرے الفاظ سادہ ہوں گے، اگرچہ موضوع کہیں بلند تر لب و لہجے کا طالب ہے۔

مجھے ایک عظیم جنگل دکھائی دیتا ہے جو میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔
درخت مختلف قامتوں کے ہیں، اور گوناگوں عمر کے۔
،کچھ نہایت بلند و بالا، یہاں ایک فلک بوس دیودار ہے
اور وہاں اونچے سرو درختوں میں لک لکوں نے اپنے اُشیانے بنائے ہیں۔
،طاقطور بلوط ہیں جو طوفانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں
اور ایسے چنار کہ آندھیاں بھی اُنہیں خم نہیں کر سکتیں۔

!دیکھو کیسے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں
،اور وہاں پست درخت بھی ہیں، کچھ پھل دار
،اگرچہ نظر سے اوجھل
—کچھ تاک کی مانند، زمین پر رینگتے ہوئے
اتنے پوشیدہ کہ شاید ہی کوئی دیکھ پائے۔

یہ ایک عجب جنگل ہے جہاں ہر اقلیم کے درخت پائے جاتے ہیں،
کچھ سبز، شاداب، گلوں اور پھلوں سے لدے
کچھ مُردہ، سوکھے، بُجھ چکے
کہیں کہیں ایک آدھ پتا بھی نہیں۔

یہ شام ہے، دن کی ٹھنڈک کا وقت۔
وہی خُداوند خُدا جو عدن کے باغ میں چہل قدمی کو آیا کرتا تھا
اب اِس جنگل میں قدم رنجہ فرماتا ہے۔

گہرے سایوں میں، گھنے پیڑوں کے بیچ، قادر مطلق نمودار ہوتا ہے۔
وہ آتا ہے۔

میں اُسے کیسے دیکھتا ہوں؟
کیا اُس کے ہاتھ میں ایک بیبت ناک کلہاڑی ہے؟
کیا وہ اُس کے کنارے پر انگلی پھیرتا ہے کہ دیکھے یہ تیز ہے؟
وہ بازو جس سے وہ کلہاڑی چلاتا ہے، نہایت زور آور ہے۔

اے دیودارو، چیخو، اگر اُس نے اُس کلہاڑی کو تم پر بلند کیا
یہ لکڑبارا کیا ارادہ رکھتا ہے؟

ٹھہرو، اور اُسے بولنے دو۔
اے میدان کے درختو، خُداوند کے حضور خاموش ہو جاؤ
اپنے ہاتھ نہ بجاؤ جب تک ہم اُس کی آواز نہ سن لیں۔

میدان کے سب درخت جان لیں گے کہ میں خُداوند ہوں"
—!جس نے اونچے درخت کو نیچا کیا"—خبردار اے فلک بوس دیودارو
—!اور پست درخت کو بلند کیا"—حوصلہ رکھو، اے زمینی تاکو"
—!سبز درخت کو سُکھا دیا"—نوحہ کرو، اے شاداب چنارو"
—!اور سوکھے درخت کو شاداب کیا"—امید باندھو، اے مُردہ شاخو"
"میں خُداوند نے کہا ہے، اور کر دکھایا ہے۔"

درخت خُداوند کے حضور خاموش ہوں،
کیونکہ وہ آتا ہے کہ اُن کی عدالت کرے
اور وہ غیرت کے ساتھ عدالت کرتا ہے۔

میرے سامنے وہی جنگل ہے،
اور انسان مجھے درختوں کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔
جب میں اِس جم غفیر کو دیکھتا ہوں،
جو میری آواز کو سن رہا ہے
تو آؤ، میں اُس زور آور لکڑبارے کے کلام کو تمہارے لیے بیان کروں۔

چار نکات ہیں جن پر ہم باری باری گفتگو کریں گے۔
خُدا ہمیں اِن تمثیلات سے فائدہ دے
ہمارے کانوں کو چھوئے
اور ہمارے دلوں کو سکھائے
تاکہ ہم خوب سمجھ سکیں کہ خُداوند جنگل کے درختوں سے کیا فرماتا ہے۔

I

"یوں فرماتا ہے خُداوند: میدان کے درخت جان لیں گے کہ میں خُداوند ہوں، جس نے اونچے درخت کو نیچا کیا۔":

تاریخ پر نگاہ ڈالو،
تو تم دیکھو گے کہ جو کچھ بھی قامت میں بلند
—اور حجم میں عظیم رہا
جو کچھ بھی انسان کی نظر میں عظمت رکھتا تھا
—اور زمینی شہرت کی خواہش میں مبتلا تھا
وہ خدا کی تیز تیراندازی کا نشانہ بنا
اور اُس کی سُوکھا دینے والی پھونک کا شکار۔

—انسان کے دل میں ایک جلیل خیال ابھرا
کہ وہ ایک ایسا سلطنتِ عظمیٰ قائم کرے جس کا دائرہ آسمان تک ہو۔
اُس نے ایک بُرج بنانے کا قصد کیا
جس کی چوٹی آسمان کو چھوئے۔

خُداوند نے اُس منصوبہ کے ساتھ کیا کیا؟
فرمایا: "میں بابل کو اُتر کر دیکھوں گا
"کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا یہ کہتے ہیں۔"

پھر اُس نے اُن کی زبانوں کو چھوا
،اُن کی بولی کو الجھا دیا
،اُن کے دلوں کے منصوبوں کو منتشر کر دیا
،اور اُن پر ہنسا
اور اُنہیں ہر نسل کے لیے مذاق بنا چھوڑا۔

پھر مصر کی عظیم سلطنت اُگے بڑھی۔
فرعون نے کہا
کیا میں طیبس کا آقا نہیں، جس کے سو دروازے ہیں؟"
،کیا میرے پاس پیتل کے رتھوں کے لشکر
اور گھوڑ سواروں کی افواج نہیں؟
کون ہے جو میرے برابر ہو؟
"!میں بولتا ہوں، اور قومیں کانپ اٹھتی ہیں

،مگر جب بادشاہ نے دل سخت کیا
،تو یہوواہ، بادشاہوں کا بادشاہ
نے کس طرح فرعون اور اُس کے لشکر سے اپنے لیے جلال لیا؟
تو نے اپنی ہوا سے پھونکا، تو سمندر نے اُنہیں ڈھانپ لیا؛"
وہ بڑی گہرائیوں میں سپسے کی مانند ڈوب گئے۔
خُداوند کی ستائش کرو، کیونکہ اُس نے جلال کے ساتھ فتح پائی؛
"!گھوڑا اور اُس کے سوار کو اُس نے سمندر میں پھینک دیا

،پھر برسوں بعد
بابل نے اپنے آپ کو ایک ملکہ کی مانند بلند کیا۔
،زمین کے اِس خوش باش دارالحکومت
،فرات کی اِس عظیم شہر نے کہا
،میں تو ہمیشہ خاتون بنی رہوں گی"
"میں تنہا بیٹھی ہوں، اور غم کو نہ دیکھوں گی۔

دیکھو! وہ اپنے آپ کو قرمزی لباس سے سنوارتی ہے
،ریشم میں ملبوس ہو کر اتراتی ہے
،زمین کی سب قومیں اُس کے اٹھنے پر خاموش ہو جاتی ہیں
نہ کسی کے لب ہلتے ہیں جب اُس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

لیکن اے اسور کی بیٹی
تو کہاں ہے؟
اے کسپیوں کی بیٹی
وہ تاج کہاں ہے جو تیرے سر کو زینت دیتا تھا؟

جا، اُجاڑ پتھروں کے ڈھیر کو نشان بنا
اور آلوؤں کی چیخیں اور اڑدہوں کی گرج سن
جب وہ سنسنائی کی ویرانی میں ایک دوسرے کو پکاریں
جسے کبھی آباد نہ کیا جا سکے گا

کیونکر تو آسمان سے گر پڑا، اے صبح کے فرزند، لوسیفیر
یوں خُدا اپنے دہنے ہاتھ سے
ہر اُس متکبر و مغرور کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے
جو اُس کے بغیر عظمت کا دعویٰ کرتا ہے
یا اُس کے بغیر اقتدار کا زعم رکھتا ہے۔

میں اس کلام کو اور بھی طویل کر سکتا ہوں۔
—میں تجھے روم کی کہانی سنا سکتا ہوں
اُس سلطنتی بی بی کے فخریہ دعوے
اُس کے ماندہ حسن، اُس کی زوال پذیری۔

میں تجھے سنحیریب کی طرف لے جا سکتا ہوں
اور اُس کی افواج کی شکست دکھا سکتا ہوں
یا نبوکدنصر کی روداد بیان کر سکتا ہوں
جو آدمیوں کی بستیوں سے نکالا گیا
اور درندوں کے ساتھ کھاتا رہا۔

—میں تجھے اُن چھوٹے بادشاہوں کی مثال دے سکتا ہوں
—اسرائیل کے بادشاہوں کی
جو اس قدر پست ہو گئے
کہ جو تخت پر شہزادوں کی مانند بیٹھتے تھے
وہ غلاموں کے ساتھ قید خانہ میں سسکنے لگے۔

ایسی مثالیں کثرت سے دینا
تاریخ کے عمومی دھارے کی تصدیق کرنا ہے
اور اس اٹل حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ
خُداوند، ربُّ الافواج
ہمیشہ بلند درخت کو کاٹ دیتا ہے
ہر اُس مخلوق کو پست کرتا ہے جو اپنے آپ کو اونچا کرے
اور کسی جسم کو بھی اپنی حضوری میں فخر کرنے نہیں دیتا۔
یہی اُس کی حکمرانی کا قانون ہے۔

اب سوال اُٹھتا ہے
یہ ہمیں کس طرح متاثر کرتا ہے؟
یقیناً یہ اُن کے لیے المیہ کا پیغام ہے
جو خودپسندی یا غرور میں پھولے نہیں سماتے۔

کیا تم میں سے کوئی ہے
جو اپنے آبا و اجداد کی شرافت پر فخر کرتا ہے
اور اپنے نسب کے شاندار سلسلے کو اپنی بزرگی کا سبب جانتا ہے؟
ایسے لوگ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ

دنیا اُن کے قدم رکھنے کے لائق بھی نہیں
جیسے وہ چینی مٹی سے بنے ہوں
اور باقی لوگ محض مٹی کے پُتلے۔

وہ عوام کو کمینے ریوڑ کی مانند جانتے ہیں
اور عام خلقت کو "کنیر السر" یا "ناقابلِ شست و شو" کہتے ہیں۔

ایسا شخص اپنے آپ سے چالوسی کرتا ہے
اپنی خود ساختہ عظمت کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہے
اور اس رُعم میں رہتا ہے کہ
—اُس کی ہر چیز
،چاہے اُس کا گھر ہو یا گھوڑا
—اُس کے کنوئیں کا پانی ہو یا مے خانہ کی شراب
دوسروں کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

اُس کی عقل پر سب ہنسیں
اور اُس کے لالچ پر وہ جھکیں
جو اُس کی سرپرستی کی ایک جھلک کے خواہاں ہوں۔
وہ تنہا اور بلند فصیل پر بیٹھا
کسی رقیب کو نہیں مانتا۔

اے انسان! کیا تُو جانتا ہے کہ ایک بات میں تُو واقعی ممتاز ہے؟
تُو یہ دعویٰ کر سکتا ہے
کہ پوری نسلِ انسانی میں
کوئی طبیعت خُدا کے نزدیک
تیری طبیعت سے زیادہ نفرت انگیز نہیں۔

سات مکروہات میں
تیری نوعیت سب سے بالا ہے۔
کوئی جھوٹا یا قاتل
،تُجھ سے بڑھ کر بدکار نہیں
جب تک امثال کی باتیں قائم ہیں۔

جلد ہی قادرِ مطلق کا پاؤں
تیری غرور بھری پیشانی سے بلند ہو گا۔
وہ تجھے پست کرے گا
،چاہے تیرا چہرہ کیسا ہی مغرور کیوں نہ ہو
کیونکہ خُداوند نے یہ ارادہ فرمایا ہے
،کہ تمام فخر کی شان کو بے عزت کرے
اور زمین کی ساری برتری کو ذلیل ٹھہرائے۔

پھر بھی ایک اور غرور ہے—ذہن، فہم اور رائے کا تکبر—جو اگرچہ شکل میں اتنا مضحکہ خیز نہیں، لیکن جہالت میں اُس
شخص سے کم نہیں جو یہ خواب دیکھتا ہے کہ اُس کی پیدائش کسی اعلیٰ ذات سے ہے، اور اُس کا خون دوسروں سے زیادہ نفیس
ہے۔

کچھ لوگ انسانیت کو مجموعی طور پر معبود بنا لیتے ہیں
اور میں دیکھتا ہوں وہاں ایک شخص کو
جو خود کو اُس کا اعلیٰ نمونہ سمجھتا ہے۔
وہ انسانی فطرت کی مکمل گراوٹ پر ایمان نہیں رکھتا۔
اپنے آپ کو دیکھ کر اُس کے لیے یہ فرمان
،"کہ" سراپا بیمار ہے اور دل ناتواں

ایک دیومالا بن کر رہ گیا ہے؛
اور اگر کبھی کسی گمراہ یہودی کے لیے سچ تھا
تو بھی اُس جیسے راسخ العقیدہ مسیحی کے لیے
یہ الزام سراسر بے جا ہے۔

—نہیں، برگز نہیں
وہ شریعت کا پابند رہا ہے
وہ اپنے آپ کو بے قصور جانتا ہے
نہ وہ بھٹکا ہے
نہ وہ اُس کلام کے آگے جھکنے کو تیار ہے
جو خُدا ہم سے فرماتا ہے۔

اس قسم کے لوگ سمجھتے ہیں
کہ جو انجیل ہم سناتے ہیں
وہ تو زانیوں، چوروں، اور شرابیوں کے لیے ہے
نہ کہ اُن "راستبازوں" کے لیے
جنہوں نے اپنے آپ کو توبہ کی ضرورت سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔
اُن کی چال چلن لاجواب
اُن کی طبیعت خوش اخلاق
—اور اُن کا مزاج فیاض ہے
تو بھلا مفت فضل کی نجات اُن پر کیوں ضائع کی جائے؟

لیکن خُداوند تجھے پست کرے گا
تو خواہ مرد ہو یا عورت
جو کوئی تُو ہو
وہ تجھے رسوا کرے گا؛
تیر اب بھی تیری جڑ پر رکھ دیا گیا ہے۔
تیری نیکی خُدا کی نیکی نہیں
تیری راستبازی مسیح کی راستبازی نہیں
پس اسے کیڑا کھا جائے گا
اور وہ برباد ہو جائے گی۔

یا وہ میرا محنت کش دوست ہے جو کہتا ہے
"دیکھو، میں اوروں کی طرح سخت محنت کرتا ہوں"
اپنے بچوں کی اچھی پرورش کرتا ہوں
کبھی کسی سے خیرات نہیں لی
اور اگر کوئی بے روزگار ساتھی دکھائی دے
—تو میں اپنی تھوڑی سی حیثیت کے مطابق مدد ضرور کرتا ہوں
تو کیا یہ کہنا مناسب ہے
"کہ میں آسمان کی راہ پر نہیں؟"

آہ، خُداوند تیرے اس فخر کو بھی مٹا دے گا
کیونکہ وہ ہر اونچے درخت کو نیچا کرتا ہے۔
—تم میں جو اپنی راستبازی رکھتے ہو
—خواہ تم امیر ہو یا غریب
وہی ایک کلام تم سب پر لاگو ہوتا ہے۔

کیا فرق پڑتا ہے
کہ تُو شہزادوں کی نسل سے ہے
یا فقیر کی اولاد؟

، غرور ہر دل میں جگہ بنا لیتا ہے
اور خودسری ہر حالت سے فائدہ اٹھا لیتی ہے۔

شاید میں اُس سے مخاطب ہوں
جو کہتا ہے:
"میں سچی اور راسخ العقیدہ کلیسیا کا رکن ہوں"
میں بیٹسمہ پا چکا ہوں
، اور پوری شرعی طریقے سے تصدیق شدہ ہوں
میں رب کی عشائے ربانی ہر موزوں موقع پر قبول کرتا ہوں۔
جس پادری سے میں عشائے ربانی لیتا ہوں
وہ رسولی طریق سے مقرر شدہ ہے۔
!ہماری کلیسیا کی عمارت کتنی خوبصورت ہے
!ہماری جماعت کتنی مہذب ہے
!ہماری موسیقی کتنی دلنواز ہے
، نہ وہ کھردری آوازیں ہیں
— نہ بے مہار جذبات کی گونج
، بلکہ ہمارا آرگن کمال صنعت ہے
، ماہرانہ طریقے سے بجایا جاتا ہے
اور ہمارے مقدس گلوکار
سلیقے سے نغمہ سرا ہوتے ہیں۔
ہماری دعائیں غمگین آہنگ میں پڑھی جاتی ہیں۔
، ہم سب کچھ مناسب انداز سے کرتے ہیں
، اور چونکہ میں کلیسیا کی ایک شاخ کا رکن ہوں
"پس خود کو ابدی زندگی کا وارث جانتا ہوں۔"

اے انسان! تیرے یہ بلند خیالات جلد لڑکھڑا جائیں گے۔
، خُدا تجھے گرا دے گا
جیسے تو جیتا ہے ویسے ہی یقینی ہے۔
، کوئی فخر
خواہ ہماری سچائی ہو
، یا مذہبی رسوم کی پابندی
خُدا کے انصاف کے سامنے قائم نہ رہے گا۔
خُداوند نے ہر فخر اور ہر بھروسے کے خلاف
، اپنا چہرہ پھیر لیا ہے
سوائے اُس بھروسے کے
، جو صلیب پر ہو
اور یسوع مسیح کے کام اور راستبازی پر ہو۔

کیا کوئی اور گروہ بہتر انجام پائے گا؟
:یہ وہ دوست ہے جو کہتا ہے
، دیکھو، میں رسموں اور عبادتوں پر یقین نہیں رکھتا"
"لیکن یاد رکھو، میں ہر بات کو پرکھتا اور تولا کرتا ہوں۔
، وہ خود کو ایک آزاد خیال شخص جانتا ہے
، کسی روایت کا پابند نہیں
، کسی عقیدہ کا اسیر نہیں
، کسی عدالت کے تابع نہیں
سوائے اپنی۔

، وہ کسی رب کو نہیں مانتا
، سوائے اپنی ضمیر کے
، اور کسی فرض کو نہیں مانتا

سوائے جو خود طے کرے۔
جہاں تک حکمت کا تعلق ہے
وہ ہر اُس چیز کو حقیر جانتا ہے
جسے اُس کی ذاتی رائے نے منظور نہ کیا ہو۔

وہ کتابِ مقدس کی الہامی حیثیت پر شک کرتا ہے
اور اُس کی صداقت پر شبہ رکھتا ہے۔
وہ مسیح کی الوہیت پر شک کرتا ہے
اور فضل کے عقائد پر سوال اٹھاتا ہے۔
اپنے علم پر ناز کرتا ہے
مگر عمل میں کوتاہ ہے۔

اپنے زعم میں مست
وہ خُدا کے کلام اور مرضی کو کمتر جانتا ہے
اور نبیوں و رسولوں کو بے وقعت سمجھتا ہے۔

آہ! بھائی
خُدا تیرے خلاف ہے
اگر تُو اپنے آپ کو اُس کے مکاشفہ سے بلند جانے
تو وہ تجھے ایک دن رسوا کرے گا۔
دنیا تیری حماقت کو دیکھے گی۔
میں تجھ سے کہتا ہوں
اے سوال پر سوال اٹھانے والے
کہ خُداوند تجھے پست کرے گا۔

"ارے ارے! میں ان سب باتوں کو نہیں مانتا"
کہتا ہے وہ کامیاب سوداگر
میں تو کہتا ہوں بہترین بات یہ ہے "
کہ انسان اپنی محنت سے آگے بڑھے
میں دولت جمع کرنا چاہتا ہوں
ترقی کرنا چاہتا ہوں
دنیا میں بلند ہونا چاہتا ہوں
"جیسے اوروں نے اپنی عقل سے کیا۔

لیکن خُداوند فرماتا ہے
"جو کوئی اپنے آپ کو بلند کرے گا"
وہ پست کیا جائے گا؛
اور جو اپنے آپ کو فروتن کرے گا
"وہی سر بلند کیا جائے گا۔"

یہی دین ہے بہت سے لوگوں کا، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ "خُدا اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔"
اُن کے نزدیک سب سے بڑی دانائی یہ ہے کہ دنیاوی امور کا خیال رکھا جائے
اور جہاں تک آئندہ جہان کا تعلق ہے
تو بہتر یہی ہے کہ اُسے نظر انداز کر دیا جائے۔
وہ خُداوند کے قوانین پر کان نہیں دھرتے۔
ظاہر ہے، اُنہیں خُدا پر توکل کی کوئی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔
جب کہ ان کے بازو قوی اور عقل تیز ہے
وہ پورے اعتماد سے سمجھتے ہیں
کہ دنیا میں اپنی راہ آپ بنا لیں گے۔

کیا تُو کامیاب ہو گا، اے شخص؟
میں تجھ سے کہتا ہوں: ہرگز نہیں
کیونکہ خُدا تیرے مقابل ہے۔
خُداوند تجھے نیچا کرے گا۔

خواہ تُو اپنی طاقتور ہڈیوں پر تکیہ کرے
یا اپنے دماغی زور اور فہم پر
یا چالاکی اور منصوبہ بندی پر
وہ تجھے خاک میں ملا دے گا۔
تُو جان لے گا
کہ جو اپنے خالق کے خلاف سر اٹھاتا ہے
وہ بد انجام کو پہنچتا ہے۔
آفت اور دائمی شرمندگی تیرا مقدر ہو گی۔

II

"خُداوند فرماتا ہے، "میں پست درخت کو بلند کروں گا۔ :

یہ کلام اُن کے لیے تسلی کا پیغام ہے
جو خاص طور پر اس کے محتاج ہیں۔
یاد کر، یوسف کو قیدخانے میں
اسرائیل کو مصر میں
حنہ کو القانہ کے خاندان میں
داؤد کو، جب سموئیل اُسے نظر انداز کرنے والا تھا
اور حزقیہ کو، جب سنجیریہ نے اُسے طعنہ دیا۔

کیا یہ سب اس بات کی مثالیں نہیں
کہ خُداوند پست درخت کو بلند کرتا ہے؟
ہمارے پاس وقت نہیں
کہ اُن کی تفصیل سے تشریح کریں
اگرچہ وہ غور سے پڑھنے کے لائق ہیں۔

بلکہ آئیں، ہم اپنے اردگرد دیکھیں
پست درخت یہاں کون ہیں؟
وہ کون لوگ ہیں؟

پست درخت وہ ہیں جو روح میں غریب ہیں
جو دوسروں کو اپنے آپ سے بہتر سمجھتے ہیں
جو اپنا نام اونچا کندہ کروانے کی بجائے
اُسے نیچے لکھوانے کو راضی ہوتے ہیں
کیونکہ انہیں فخر کرنے کو کچھ نہیں
شیخی مارنے کو کچھ نہیں۔

پست درخت توبہ کرنے والے ہیں
جو محصول لینے والے کی مانند دور کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

"اے خُدا، مجھ گنہگار پر رحم فرما"
تم جو اپنی کمزوری کو جانتے ہو
اور نیکی کی راہ پر چلنے سے قاصر ہو
تم جو اپنی بے قدری سے آگاہ ہو
اور ڈرتے ہو کہ خُدا تیری دعا نہ سنے گا
تم جو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہو

اور اُس مقام کی طرف نظر اٹھانے سے بھی گھبراتے ہو
—جہاں اُس کا جلال رہتا ہے

تم پست درخت ہو، اور خُداوند تمہیں بلند کرے گا۔

اور تم بھی
،جو اُس کے کلام سے لرزتے ہو
،جب تم دھمکی سنتے ہو
،تو ڈرتے ہو کہ شاید وہ تم پر نافذ ہو جائے
،اور جب وعدہ سنتے ہو
—تو سوچتے ہو کہ یہ تمہارے لیے کیسے ہو سکتا ہے
تم پست درخت ہو، اور خُدا تمہیں سر بلند کرے گا۔

تم جو اپنی نادانی کو محسوس کرتے ہو
،اور سیکھنے کو تیار ہو
،تم جو بچوں کی مانند حلیم ہو
،اور یسوع کے قدموں میں بیٹھنے کو آمادہ ہو
،تم جن کے دل چکناچور ہو چکے
یہاں تک کہ تمہیں ایک ٹکڑا بھی رحمت کا
،اپنی حیثیت سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے
—اور تم جو اُس کی رضا پر قناعت کرتے ہو
تم پست درخت ہو۔

اور تم جو حقیر سمجھے جاتے ہو
،جو تاریکی میں چلتے ہو اور روشنی نہیں دیکھتے
،جو مسیح کے نام پر بدنام کیے گئے ہو
ایسے جرائم سے ملامت کیے گئے
،جو تم نے کبھی نہ کیے
تم جن کے بارے میں دنیا یہ سمجھتی ہے
،کہ وہ عزت کے لائق نہیں
—اگرچہ حقیقت میں دنیا تمہارے لائق نہیں
تم پست درخت ہو، اور خُدا تمہیں بلند کرے گا۔

خُدا ہمیں یہ فضل دے
کہ ہم اُس کے قادر ہاتھ کے نیچے
اپنے آپ کو فروتن کریں۔
کیونکہ خُداوند پست درختوں کو سر بلند کرتا ہے۔

کیا تم میں کوئی ایسا ہے
جو مایوسی کے دہانے پر ہے؟
ایک ایسا پست درخت
جو خود کو کانٹے دار جھاڑی سے بھی کمتر جانتا ہے؟
یاد رکھ، خُدا جھاڑی میں بھی ظاہر ہوا تھا۔

شاید تو سوچے
،کہ اگر خُدا باقی سب پر رحم کرے
،تو تجھ پر نہیں کرے گا
،کیونکہ تیرے گناہ بہت سخت ہیں
،تیرا مزاج بہت بگڑا ہوا ہے
اور تیری طبیعت نیکی سے بہت دُور ہے۔

اُہ، خُداوند کی تعریف کر
وہ پست درخت کو بلند کرتا ہے۔

اگر یہ آواز کسی بھی حلیم
خوفزدہ
اور شکستہ دل تک پہنچے
چاہے وہ دل یہ سمجھے
کہ یہ سچائی اُس کے لیے بہت اچھی ہے
تو بھی، خُدا کے نام سے
میں تجھ سے کہتا ہوں
یہ پیغام تیرے لیے ہے۔

اُخوشی منا
اِہاں، اپنے خُدا کے حضور گیت گا
کیونکہ وہ محتاج کو گورے کے ڈھیر سے اٹھا کر بٹھاتا ہے
جبکہ وہ زور اوروں کو
اُن کی شان و شوکت کی کرسیوں سے گرا دیتا ہے۔

III

"خُداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "وہ سبز درخت کو خشک کر دے گا۔ :

خواہ وہ سبز درخت بلند ہو یا پست
اس کی سبز شاخیں اگر اپنے آپ سے ہی ہیں
تو وہ کاٹ دیا جائے گا۔
سن لے! انسان آسمان کی بلندی تک بھی بلند ہو
اگر خُدا اُسے بلند کرتا ہے تو وہ قائم رہے گا
لیکن اگر وہ مخلوق کی قوت، مخلوق کی خوبیوں
اور مخلوق کی شان پر فخر کرے
تو وہ نیچے گرایا جائے گا۔

اور اگر کوئی انسان پست ہو
مگر محض اپنی حقارت، کم مائیگی، اور بے وقعتی میں
اور اس کی خاکساری وہ نہ ہو جس پر خُدا اپنی برکت بھیجے
تو وہ بھی کچھ شمار نہ ہو گا۔

اسی طرح، اگر کوئی درخت سبز ہے
اس لیے کہ وہ خُدا کے زندہ پانی کے ندی کنارے لگا ہے
تو وہ شاداب ہے، اور بھلا ہے۔
لیکن وہ درخت جو زبور نویس کے بیان کردہ
سبز بید کے درخت کی مانند ہیں
جو اپنی ہی زمین میں اگے ہیں
جنہیں فضل نے کبھی جڑ سے اکھاڑا نہیں
جو دنیاوی کامیابی کی سرسبزی میں لہلہا رہے ہیں
—اور جن کی ساری خوشی زمین کی چیزوں میں ہے
وہی درخت ہیں جنہیں خُداوند خشک کر دے گا۔

اِہاں ایسے بہتوں کو جانتا ہوں
وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خُدا کے لوگ ہیں
اور کہتے ہیں، "مجھے اپنی نجات کے بارے میں
کبھی کوئی فکر نہیں ہونی

میں نہیں جانتا کہ مجھے کیوں شک یا خوف ہونا چاہیے۔
"میرے ضمیر میں کبھی خلش پیدا نہیں ہوتی۔"

یہ سبز درخت فخر کرتا ہے
کہ "اس کے پتے کبھی نہیں مرجھاتے
"اس کی نشانیاں ہمیشہ روشن ہیں۔
اُن پر کوئی تبدیلی نہیں آتی؛"
"اسی لیے وہ خُدا سے نہیں ڈرتے۔
"وہ ایک برتن سے دوسرے میں انڈیلے نہیں گئے۔"
،انہیں کوئی پروا نہیں
،وہ اعتماد سے چلتے ہیں
،تکبر سے بات کرتے ہیں
اور اُن خُدا کے لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں
جو اپنی کمزوریوں پر کراہتے اور
اپنے گناہوں پر نوحہ کرتے ہیں۔

شاید وہ یہاں تک کہیں
کہ اُن میں کوئی برائی باقی نہیں رہی
،کہ انہوں نے اپنی بری عادتیں ترک کر دی ہیں
،اپنی جوانی کی غلطیوں کا ازالہ کر لیا ہے
،اور اگر اُن میں کوئی خامی ہے بھی
،تو وہ صرف ایسی ہے جو انسانوں میں عام پائی جاتی ہے
اور وہ اُنہیں کسی پریشانی میں مبتلا نہیں کرتی۔

وہ الٹا یوں ملامت بھی کرتا ہے
میں نہیں سمجھ سکتا کہ بعض خُدا کے لوگ"
"کیسے ایسے کام کر سکتے ہیں۔

وہ ایسا منافق ہے
جو اپنے گناہوں کو معاف کر کے
،دوسروں کی ریتوں کو کوسنے لگتا ہے
اور اپنے سخت فیصلے کو
اپنی راستبازی کی دلیل ٹھہراتا ہے۔

،وہ اپنے لباس پر چوڑے کنارے لگاتا ہے
اور حیران ہوتا ہے کہ دوسرے نیک لوگ
اتنے تنگ کنارے کیسے رکھتے ہیں۔
،اس کا تعویذ بڑا ہے
اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا
کہ کوئی خُدا کا بندہ
چھوٹے تعویذ کے ساتھ کیسے نیک ہو سکتا ہے۔
وہ گلی کے کونے پر
،ڈیڑھ گھنٹے دعا کرتا ہے
اور تعجب کرتا ہے
کہ کوئی شخص محض دس منٹ
اپنے خلوت کے مقام میں دعا کر کے
کیسے خُدا پرست ہو سکتا ہے۔

وہ نرسنگے بجا کر
،تین کوڑیاں خیرات میں دیتا ہے
اور جب کوئی مذہبی مقصد کے لیے
،دس یا سو روپے دیتا ہے

تو اُسے شک ہوتا ہے
کہ ضرور اس میں کوئی دنیوی غرض ہو گی۔

،وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے
مجھے دیکھو، اگر تم جاننا چاہتے ہو"
،کہ ایک آدمی کیسا ہونا چاہیے
،ایک مسیحی کو کیسا جینا چاہیے
"اور اُس کی گفتگو و چال چلن کیسا ہونا چاہیے۔
یہ ہے وہ شخص
جو اپنے آپ کو کامل نمونہ شمار کرتا ہے۔

کیا تُو نے کبھی ایسے سبز درخت دیکھے نہیں؟
میں نے دیکھے ہیں۔
،یہ لوگ بغیر خوف کے کھاتے ہیں
اور بلا سبب تمسخر کرتے ہیں۔

،وہ پولوس کی اُس لرزش پر ہنستے ہیں
،جب اُس نے کہا
،میں اپنے بدن کو قابو میں رکھتا ہوں"
،کہ ایسا نہ ہو کہ
،دوسروں کو منادی کرنے کے بعد
"میں خود رد کر دیا جاؤں۔

وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے خوف
،عقیدہ دائمی ثابت قدمی کے خلاف ہیں
حالانکہ وہ غلطی پر ہیں۔
ایک شخص جان سکتا ہے
،کہ سچا ایماندار آخر تک قائم رہے گا
اور پھر بھی اُس میں یہ خوف ہو سکتا ہے
کہ کہیں وہ خود سچا ایماندار نہ ہو۔

،یہ سبز درخت مستقبل کی کوئی پروا نہیں کرتا
،اُسے سب کچھ درست معلوم ہوتا ہے
،وہ ایک ہموار
،مگر دھوکہ دینے والی سمندر پر سفر کر رہا ہے
اور یقین رکھتا ہے کہ ساحل تک
کوئی طوفان نہ آئے گا۔
،جہاں تک انسانی کمزوری کا تعلق ہے
وہ اُس سے بے خبر ہے۔
،جب وہ خدا کے بچوں کو روتے سنتا ہے
"کون ہمیں اس موت کے بدن سے چھڑائے گا؟"
تو وہ چونک جاتا ہے۔

،اور وہ واعظ گو جو اپنے "گہرے تجربات" پر فخر کرتا ہے
وہ بھی ایسا ہی سبز درخت ہے۔
—وہ نوجوان ایمانداروں کو ناگوار سمجھتا ہے
،اُسے جوان چہرے پسند نہیں
،وہ چاہتا ہے کہ کلیسیا میں جوان نہ ہوں
کہ کہیں وہ روحانی فضا کو خراب نہ کر دیں۔

،جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے
 ،وہ بہت کچھ جانتا ہے
 ،وہ بال کی کھال نکال سکتا ہے"
 ،"کہ ہوا مغرب سے آئی یا جنوب مغرب سے
 اور جونہی کوئی شخص
 ،تمام نکات سے واقف نہ ہو
 وہ اُس پر فتویٰ صادر کرتا ہے۔

،وہ بائبل سے بڑھ کر جانتا ہے
 ،اُس نے صحیفہ میں اضافہ کر لیا ہے
 ،اور جو اُس کے معیار تک نہیں پہنچتے
 اُسے وہ حقیر جانتا ہے۔
 اور جو لوگ خُدا کے لوگوں میں
 ،غریب، حلیم، اور ناتواں ہیں
 ،وہ، جو اپنے آپ کو قوی سمجھتا ہے
 ،انہیں دائیں بائیں دھکیل دیتا ہے
 اور انہیں آرام کا موقع نہیں دیتا۔

اب تک ایسا کوئی انسان نہ ہوا
 ،جو اپنی کسی بات پر فخر کرے
 اور خُدا نے اُسے خشک نہ کیا ہو۔
 ،تیرے اعمال اگر زمرد کی طرح سبز ہوں
 تو وہ مارچ کی خاک کی مانند
 جلد ہی خشک ہو جائیں گے۔

اگر تُو اپنا رس اور خوراک
 ،اپنے آپ سے پاتا ہے
 :تو یاد رکھ
 ،مکڑی کا جالا
 !کیسے اڑ جاتا ہے
 کیونکہ وہ مکڑی کے پیٹ سے نکلتا ہے۔

،جو کچھ اپنے آپ سے نکلتا ہے
 ،اپنے آپ پر قائم ہے
 ،اپنے آپ پر سہارا لیتا ہے
 —اور اپنے آپ سے فریہ ہوتا ہے
 —خواہ وہ کتنا ہی سبز کیوں نہ ہو
 ،سچ، سچ کہتا ہوں
 وہ ضرور خشک کر دیا جائے گا۔

آخری بات

IV

"خُداوند "خشک درخت کو شاداب بناتا ہے :-

،کچھ خشک درخت ایسے ہیں جن پر اُن کی موجودہ حالت پر ترس آتا ہے
 مگر اُن کے مستقبل پر مبارکباد دی جا سکتی ہے۔
 ،میں شک و تردد کو تقویت دینے کا کوئی کلمہ نہ کہوں گا
 لیکن شاکیں کی دلجوئی کے لیے
 بے شمار کلمات کہنے کو تیار ہوں۔

خُدا کے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں
!جن کا مثال دینا خشک درخت سے بجا ہو گا
،اُن کے پاس خوشی بہت کم ہے
وہ کامل یقین تک نہ پہنچے۔
،وہ یہ کہنے سے ڈرتے ہیں
"میرا محبوب میرا ہے، اور میں اُس کا ہوں۔"

،ہر رات جب وہ بستر کو جاتے ہیں
تو گناہ کی ایسی شدید آگاہی اُن پر چھا جاتی ہے
کہ نیند اُن کی آنکھوں سے کوسوں دور ہو جاتی ہے۔
وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور پاتے ہیں
،کہ جہاں دوسرے بغیر فکر کے چلتے پھرتے ہیں
وہاں وہ اپنے آپ پر بھروسا کرنے کی جرات نہیں کرتے۔

،وہ آزمائش کے سامنا سے ڈرتے ہیں
کبھی تو اپنی کمزوری کا ایسا احساس رکھتے ہیں
،کہ جہاں کوشش کرنی چاہیے
،وہاں بھی ہمت نہیں پاتے
،اسی سبب اُن کی حالت افسردہ
غمگین اور ماتم زدہ رہتی ہے۔

لیکن مبارک ہو! خُداوند خشک درخت کو شاداب بناتا ہے۔
،وہ جو اپنے آپ کو بے ثمر اور بنجر جانتے ہیں
،جو کہتے ہیں، "میری شاخیں سوکھی ہیں
،میرے پتے مرجھا گئے ہیں
— "میرے اندر نہ رس ہے نہ خوشبو
وہی ہیں جن پر خُدا کی بارانِ رحمت برسنے کو ہے۔

،خُداوند اُن کی جڑوں میں آبِ حیات بہائے گا
،اور وہ پھولیں گے
،ہاں، پھلدار ہوں گے
اور خُدا کی تمجید کے لیے
نئے پتے لائیں گے۔

،اُسی نے فرمایا ہے
"میں خشک درخت کو برا بھرا کروں گا۔"
،پس اے تھکے ماندے دل
،اے گناہ کے بوجھ تلے دبے ہوئے
،اے جو امید سے خالی ہو
— اور اپنے آپ کو ویران جانتے ہو
خُداوند تمہارے لیے اُمید رکھتا ہے۔

،وہ جو گناہ گاروں کو راستباز ٹھہراتا ہے
،وہ جو خاک میں پڑے کو اٹھاتا ہے
،وہی تمہیں بھی شاداب کرے گا
تاکہ تم بھی اُس کے باغ کے درختوں میں شمار کیے جاؤ۔
خُداوند خشک درخت کو شاداب بناتا ہے۔

،وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کلیسیا کے لیے بیکار ہیں
،وہ نیم دل سے یہ شک کرنے لگتے ہیں کہ شاید اُن کا بیٹسمہ لینا ایک خطا تھی
اور یہ کہ وہ خُدا کی قوم کے ساتھ اپنا میل جول قائم کر کے گناہگار ہوئے۔

کہتے ہیں، "اُہ! اگر میں برّہ ہوں
 "تو میں تمام ریوڑ میں سب سے زیادہ بیمار، سب سے زیادہ کمزور ہوں۔
 اگر میں وعدہ کا وارث ہوتا
 تو کیا گناہ کی یورش یوں مجھ پر ہوتی؟
 کیا میں اندرونی فساد کا اسیر بن کر
 اس قدر خشک و پژمردہ ہوتا؟

جب وہ تنہائی میں دُعا کے لیے جاتے ہیں
 تو بمشکل کوئی لفظ زبان پر آتا ہے۔
 جب اہل ایمان کے مجمع میں آتے ہیں
 تو لبوں سے نغمہ تو گاتے ہیں
 پر دل گانے سے قاصر ہوتا ہے۔
 اور کبھی جب وہ گھر کو لوٹتے ہیں
 تو اپنے دل سے کہتے ہیں
 "میں بھی وہی راہ چلتا ہوں جو اوروں نے چُنی"
 مگر مجھے کوئی تسلی نہیں ملتی؛
 اگر میں واقعی خُداوند کا ہوتا، تو کیا ایسی حالت میں ہوتا؟
 اگر میں نے سچ میں مسیح پر ایمان رکھا ہوتا
 "تو کیا میں کبھی اس قدر سرد، سُست، اور مضحل ہوتا؟"

اے بھائیو
 اگر یہ خشکی اور پژمردگی تمہاری اپنی غفلت کی پیداوار ہے
 تو میں تمہیں کوئی تسلی نہیں دے سکتا؛
 لیکن اگر رُوحُ القدس نے تمہیں
 تمہاری کمزوری، تمہاری بے بسی، تمہاری مردنی کو دکھایا ہے
 تو میں خوش ہوں کہ تم اس حالت کو پہنچے ہو
 کیونکہ خُداوند خشک درخت کو شاداب کرے گا۔

جب ہم کمزور ہوتے ہیں
 تب ہم قوی ہوتے ہیں؛
 کیونکہ خُدا کی طرف سے مخلوق کے ہر جز پر موت کا فرمان جاری ہو چکا ہے۔
 جو کچھ بھی فطرت کے بُننے کا ہے
 چاہے وہ تمہاری بدطبعی ہو یا نیکی
 تمہاری بداعمالی ہو یا نیکوئی
 تمہارے گناہ ہوں یا تمہارے فضل
 سب کو رد کرنا ہوگا
 اگر تم اُنہیں مسیح کی جگہ رکھنے کی جسارت کرو۔

تمہیں پکارنا ہو گا
 "اُدور ہو جائیں! دُور ہو جائیں"
 گویا وہ نجاست اور میل ہیں۔
 فقط مسیح کا خون ہماری اُمید
 فقط رُوح کا عمل ہماری حیات۔
 یہیں ہم کھڑے ہوں
 اور ہم سلامت رہیں گے۔

خشک درخت فضلِ الہی سے شاداب ہوگا
 اور سبز درخت
 جو آسمانی شبنم سے محروم ہوا
 سوکھ جائے گا۔
 پست درخت، اگر باغبان کی پرورش پائے

تو آسمان کے ستاروں تک بلند ہوگا؛
اور اونچا درخت
جو عدالت کے کلہاڑے سے کاٹ دیا گیا
ویرانی کے میدانوں میں ابدالآباد کے لیے پھیلا رہے گا۔

—میں دیکھتا ہوں اُس عظیم آخری دن کو
ایک ایسا جنگل ہے جو اس سے بھی وسیع ہے؛
یہ تو محض اُس کا ایک گوشہ ہے۔
میں دیکھتا ہوں وہ جنگل سمندر و خشکی پر
—پہاڑ و وادی پر محیط ہے
وہ انسانوں کا جنگل ہے۔

وہاں کھڑے ہیں فریسی
وہ خودراستباز
وہ جابرانہ حاکم
وہ غرور سے بھرے چہرے والے خودسر
وہ گہری عقل والے جن کے ماتھے بلند
وہ جو خُدا کی سلطنت پر سوال اُٹھاتے
"وہ منکرینِ خُدا جنہوں نے کہا "آتھیوس
اور اُس کے وجود کا انکار کیا۔

میں دیکھتا ہوں اُن بلند درختوں کو
جو آسمان سے باتیں کرتے تھے
اور لوگوں کی داد و تحسین پاتے تھے؛
اور میں دیکھتا ہوں اُن پست درختوں کو بھی
جو پست رہنے پر راضی تھے
کیونکہ ناصرت کا مسیح بھی فروتن تھا۔
وہ جس کے شاگرد یہ لوگ ہیں
اپنے جلال کے دن میں بھی گدھے پر سوار آیا۔

—اور اب میں نرسنگا کی صدا سنتا ہوں
!بہت بلند اور نہایت دراز
اُس انسانی جنگل کی راہوں میں
یہ صدا گونجتی ہے
!مارو! مارو! مارو!
"اور تمام اونچے درختوں کو گرا دو
!اے خُدا! کیسا زوردار دھماکہ

اُس نے بڑے بادشاہوں کو مارا
مشہور فرماں رواؤں کو قتل کیا
!کیونکہ اُس کی شفقت ابدی ہے
وہ مارتا ہے۔
کیا؟ ایک اور دھماکہ؟
وہ لوگ جو اپنی صداقت پر قائم تھے
—گر پڑے
وہ خودراست مرد و زن
وہ فلسفی ملحد جو عقل پر فخر کرتے تھے
وہ مذاق اُڑانے والے شکی
وہ متکبر ستانے والے
اور وہ رسم پرست
جنہوں نے مذہب کو نمود و نمائش کا لباس پہنا رکھا تھا۔

—سب کو جمع کرو
تو فّت میں، جو قدیم سے تیار ہے۔
:انہیں اکٹھا کرو
،دیودار پر شاہ بلوط
—چنار پر سنوبر
،سب کو جمع کرو
،انبار لگاؤ
،کہ خُداوند کی سانس
،گویا گندھک کی نہر
اُس عظیم انبار پر آ جائے۔

یہ دیووں کی چتا ہے۔
،یہاں گناہ کا مُردہ جسم پڑا ہے
،اور اب اُس کی جیتی جاگتی شریک حیات آتی ہے
—تاکہ اُسی چتا پر قربان ہو
اُس کا نام ہے "غرور"۔
وہ آتی ہے
وہ گلے ملتے ہیں۔
—بڑا گناہ اور بدخیالی
،اکٹھے لیٹتے ہیں
اور شعلے بلند ہوتے ہیں۔

،اب دیودار، جو رال سے بھرے ہیں
،اپنی آگ دیتے ہیں
،چنگاریاں آسمان کو چھوتی ہیں
اور شعلے خُدا کے تخت تک بلند ہوتے ہیں۔
:اور میں سُنتا ہوں ہجوم کی صدائیں
!بللویاہ! بللویاہ! بللویاہ"
،کیونکہ تُو نے اُس عظیم فریب دینے والی
،یعنی غرور کو عدالت میں لایا
!"اور اُسے آگ میں جلنے کے لیے سپرد کیا

مگر تمہارا کیا؟
،تمہارا کیا
،اے انسان کے متکبر بیٹو
جو اُس عظیم آگ کے ایندھن بنو گے؟
!رجوع لاؤ! رجوع لاؤ
!مسیح کی طرف دوڑو
،تب تم عدالت میں قائم رہو گے
:اور اُس نغمہ میں شریک ہو گے
!"بللویاہ! بللویاہ! بللویاہ"

پس اے بادشاہو! دانشمند بنو؛"
اے زمین کے قاضی! تنبیہ کو قبول کرو۔
،خوف کے ساتھ خُداوند کی عبادت کرو
اور لرزتے ہوئے خوشی مناؤ۔
،بیٹے کو بوسہ دو
،ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو
،اور تم راہ سے ہلاک ہو جاؤ
جب اُس کا غضب تھوڑا سا بھی بھڑک اٹھے۔
"مبارک ہیں وہ سب جو اُس پر توکل کرتے ہیں

آہ! کاش ہم سب اس موجودہ زندگی میں فروتنوں میں پائے جائیں، نہ کہ متکبروں میں؛
اور آئندہ تقدیر میں مبارکوں کے ساتھ جمع کیے جائیں
نہ کہ اُن میں ہلاک ہوں جن سے خُداوند نفرت رکھتا ہے

تشریح از سی ایچ سپرجن
یسعیاہ 9-1:1

آیات 1-2: یسعیاہ بن آموص کی رؤیا، جو اُس نے یہوداہ اور یروشلم کے بارے میں دیکھی، عزیاہ، یوتام، آحاز اور حزقیاہ، یہوداہ کے بادشاہوں کے ایام میں۔ سنو، اے آسمانوں، اور کان لگاؤ، اے زمین! کیونکہ خُداوند نے فرمایا ہے، میں نے بچوں کو پالا اور بڑھایا، اور وہ مجھ سے بغاوت کر گئے ہیں۔

خُداوند صالح و مہربان، جس کے ساتھ نا انصافی سے سلوک کیا گیا، اپنی پکار انسانوں سے نہیں کرتا جو خود گناہ گار ہیں، بلکہ آسمانوں اور زمین کو پکار رہا ہے، اور خاموش پتھروں، درختوں اور آسمان کے ستاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اُس اور اُس کے بغاوت کرنے والے بچوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ "میں نے بچوں کو پالا اور بڑھایا" — انہیں پرورش دی، والدین کی محبت دکھائی،
"اور وہ مجھ سے بغاوت کر گئے ہیں۔"

آیات 3-4: بیل اپنے مالک کو جانتا ہے، اور گدھا اپنے آقا کے کھلے کو جانتا ہے؛ مگر اسرائیل نہیں جانتا، میرا لوگ نہیں سوچتا۔ اے گناہ آلود قوم، ناپاکی سے بھرا ہوا لوگ، بدکاروں کی نسل، فساد کرنے والے بچے: انہوں نے خُداوند کو چھوڑ دیا ہے، انہوں نے اسرائیل کے قدوس کو غصہ دلایا ہے، وہ پیچھے ہٹ گئے ہیں۔

جانوروں سے بھی زیادہ بے وقوف ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنے خُدا کو بھول جاتے ہیں۔ کتا اپنے مالک کے پیچھے چلتا ہے، مگر انسان اپنے آقا کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور اُس کے سامنے کوئی نشان دکھاتا ہے، مگر افسوس! بے دین انسانوں کے بیٹے وہ خُدا نہیں جانتے جس نے انہیں بنایا، ان کی پرورش کی اور انہیں زندہ رکھا۔ کہاں ہو تم، اے پیچھے ہٹنے والے؟ جو دوبارہ خُدا کے لوگوں میں شامل ہو گئے ہو، یہ الفاظ تم تک پہنچیں۔ یہ "خُداوند فرماتا ہے" نبی کے الفاظ میں ہے اور یہی خُداوند تم سے کہتا ہے۔ تم پیچھے ہٹ گئے ہو، اسرائیل کے قدوس کو غصہ دلایا ہے۔

آیت 5: تمہیں اور کب تک مارا جائے گا؟ تم اور زیادہ بغاوت کرو گے: پورا سر بیمار ہے، اور دل تمام کابلی سے پگھلا ہے۔

یہ لوگوں کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ صرف اور زیادہ گناہ کرتے گئے ہر اُس مصیبت کے باوجود جو بھیجی گئی، اور جب مصیبت کی آگ لوہے کے دل کو پگھلا نہیں سکتی، تو اور کیا کر سکتی ہے؟ کیوں ان پر مزید ایندھن ضائع کیا جائے؟ تم اور زیادہ بغاوت کرو گے، پورا سر بیمار ہے، اور دل تمام کابلی سے پگھلا ہے۔

وہ مارے گئے، وہ مصیبت میں ڈالے گئے، یہاں تک کہ ساری قوم نچلے درجے تک پہنچ گئی۔ ان کا سر اور دل کمزور ہو چکے تھے۔ اور اوہ! ایسے لوگ ہیں جو بہت سی آزمائشوں سے گزر چکے ہیں، مگر ان میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ انہوں نے غربت دیکھی، اور پھر وہی گناہ کر لیتے ہیں جس نے انہیں وہاں پہنچایا تھا۔ وہ اپنے گناہوں کا نتیجہ اپنی ہڈیوں میں محسوس کرتے ہیں، اور پھر بھی وہی سانپ سینے میں دبائے رکھتے ہیں جس نے انہیں ڈسا۔

آیت 6: پاؤں کے تلوے سے لے کر سر تک کوئی صحت نہیں ہے؛ سوائے زخموں، چوٹوں، اور سڑتے ہوئے داغوں کے: ان پر نہ تو کوئی مرہم لگا، نہ ہی بندھائی گئی ہیں، نہ ہی کوئی تیل سے نرم کی گئی ہیں۔

اسرائیل کی ساری زمین گناہ کے سبب اس طرح برباد ہوئی تھی جیسے ایک جسم جس پر زخم ہیں اور جسے ڈاکٹر کی ہاتھوں سے چھوا تک نہیں گیا۔ پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے۔

آیات 7-8: تمہارا ملک سنسان ہے، تمہارے شہر آگ سے جل گئے ہیں: تمہاری زمین پر پردیسی اس میں تمہاری آنکھوں کے سامنے آ کر کھاتے ہیں، اور یہ سنسان ہو چکی ہے جیسے پردیسیوں نے اُسے الٹ دیا ہو۔ اور صہیون کی بیٹی ایک تالکستان میں —، جھونپڑی کی مانند رہ گئی ہے، جیسے کھیرا کے باغ میں ایک کوٹھا
ایک سادہ جھونپڑی جو انگور کے موسم میں بنائی جاتی تھی، جس میں باغبان بارش سے بچنے کے لئے پناہ لیتے تھے۔

آیت 8: جیسے محاصرہ کیا ہوا شہر۔

یہ بھی اُسی مقصد کے لئے۔

آیت 9

اگر رب الافواج نے ہم میں سے تھوڑا سا بچا ہوا حصہ نہ چھوڑا ہوتا تو ہم سدوم کی مانند ہو جاتے، اور ہم عمورہ کی طرح بن جاتے۔

پھر بھی، باوجود اس کے کہ وہ اس حالت میں پہنچ گئے تھے، انہوں نے اپنے گناہوں کو ترک نہ کیا۔ حقیقت میں ایسا لگتا ہے کہ انسان اپنے گناہوں کے لیے ہر چیز برداشت کرنے کو تیار ہیں، بجائے اس کے کہ وہ انہیں چھوڑ دیں۔ ہمیشہ گناہ کی لذت وہ چیز نہیں ہوتی جو فریب دیتی ہے، بلکہ گناہ کی تلخی بعض لوگوں کے لئے میٹھی لگتی ہے۔